تقييد المشرق

فقید الشرق

علامہ سید جمال الدین افغانی

کی

سوانح عمری

جس کو مرزا اسحق بیگ ایڈیٹر اخبار اقبال نے تالیف کر کے

اپنے سیلکٹ پریس مراد آباد مین

چھاپا اور شائع کیا

قیمت مع محصولڈاک چار آنے (۴ر)

نذر

فقید المشرق علامہ سید جمال الدین افغانی کی
سوانح عمری کو اپنے محب مکرم منشی عبدالقیوم خان خطاط
کی علم دوستی کے نذر کرتا ہوں۔

نیاز کیش
مرزا اسحٰق بیگ
۱۶ جون سنہ ۱۹۲۰ء
اڈیٹر جریدۂ اقبال مراد آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فقید الشرق

سید جمال الدین افغانی

زمانہ گذرتا ہے صدیان ختم ہوتی ہین لیکن دنیا کے لوگ اوسی سمت دوڑے چلے جاتے ہین جسکی طرف اونکی خواہشات نفسانی متوجہ کرتی ہین۔

اور وہ غور نہین کرتے کہ حقیقی بہتری اور فلاحیت کن اصولون مین ہے۔ اور نہ یہ سمجھتے ہین کہ اس طرز عمل کے ساتھ زندگی بسر کرنے کے نتائج کیا برآمد ہونگے یہان تک کہ اللہ جل شانہ' اونہین مین سے چند افراد کو پیدا کرتا ہے جو غفلت وجمود کے پردون کو اپنی پیہم کوششون سے اونکی آنکہون پر سے اوٹہا دیتے ہین۔ تب لوگ اپنے سامنے ایسے خصوصی اصولون کو پاتے ہین جن سے اونہون نے غفلت کا برتاؤ کر کے نقصانات برداشت کئے۔ اور تباہی و بربادی کے آخری درجہ پر پہنچے۔

یہ افراد جنہون نے قومون اور ملکون پر گران بہا احسانات کئے اور اپنی جد و جہد سے دنیا کو علم و عمل سے روشن کر دیا اپنی زندگی خدمت مین کہپا

جہالت کی تاریکی کو دفع کر کے علم کی روشنی پھیلائی۔ اور بعض ایسے ہین جنہون نے علم اور اوس کے متعلقات کے ساتھ دلچسپی لیکر اونکی علمی اور سیاسی حالت کو درست کر دیا۔ لیکن انسانی طبائع اس طرح واقع نہین ہوئی ہین کہ ان رہنمایان عصر مین سے ایک ہی کی رہنمائی اون کے لیے کافی ہو۔ کچھ مدت گذر جاتی ہے کہ لوگ ایک کی تعلیمات کو بھول کر اپنی سابقہ حالت پر آجاتے ہین اور ضرورت ہوتی ہے کہ کوئی دوسرا بزرگ پیدا ہوا اور لوگون کو صحیح راستہ پر ڈالدے۔ چنانچہ یکے بعد دیگرے انسانی زندگی کے ہر شعبہ کی اصلاح کے لیے مصلحان پیدا ہوئے اور انہون نے اپنے مقاصد مین کامیابی حاصل کی۔ جیسا کہ علمائے معقول و منقول سقراط اور افلاطون۔ یا دیگر فلاسفران یونانی۔ رومانی۔ ایرانی اور عربی پیدا ہوئے جن کی جد و جہد سے فضاء عالم مین علوم کی روشنی آجتک پھیلی ہوئی ہے۔

انہی علماء معقول و منقول مین سے ایک فلاسفر فقید المشرق علامہ سید جمال الدین افغانی رحمۃ اللہ علیہ تھے جنہون نے قوم و ملک کی بہت کچھ علمی سیاسی خدمات انجام دین اور اس راہ مین بڑی بڑی مشکلات برداشت کین لیکن افسوس ہے کہ جسطرح دیگر ناموران کے کارنامون سے دنیا کے لوگ ناواقف رہے ہین اسیطرح فقید الشرق سید جمال الدین افغانی کی سوانحات کیطرف کم توجہ کی گئی۔ بہرحال جو کچھ حالات ہمین مل سکے ہین اون کو جمع کر دیا گیا ہے امید ہے کہ ملک اون سے بہت کچھ متمتع ہوگا۔

سید جمال الدین افغانی رح

آپکے والد بزرگوار کا نام نامی سید صفدر تھا۔ آپ کا سلسلہ نسب سید علی ترمذی مشہور محدث صاحب کتاب ترمذی سے ملتا ہوا حضرت سید الشہدا امام حسین علیہ السلام تک پہونچا ہے۔ بیت مشہد مین جو مقام کنڑ کا ایک گاؤن تھا اس خاندان کے اکثر افراد رہتے تھے۔ اور تمام افغان اس خاندان کی بوجہ آل رسول ہونے کے بہت کچھ عزت کرتے تھے۔

سید صفدر افغانی سرزمین کی کچھ اراضی کے مالک بھی تھے۔ اور یہی زمینداری اونکی بسر اوقات کا ذریعہ تھی۔ امیر عبدالرحمن خان صاحب کے والد امیر دوست محمد خان صاحب نے سید صفدر والد سید جمال الدین افغانی سے فرمایا کہ آپ کابل مین تشریف لے آئے اس وقت سید جمال الدین افغانی کی عمر صرف آٹھ سال کی تھی۔ چنانچہ وہ کابل آ گئے۔

کابل آکر سید صفدر صاحب نے اپنے بیٹے سید جمال الدین کو تعلیم دلانے مین بڑی جد و جہد کی ابتدائی تعلیم کے بعد تمام علوم بالخصوص مذہبی علوم مین تفسیر حدیث، فقہ، اصول، کلام، تصوف، علوم عقلیہ منطق فلسفہ سیاسیات الہیات حساب، ہیئت افلاک، طب، تشریح وغیرہ مین کامل کر دیا۔ چونکہ سید جمال الدین ایک ذکی اور فہیم شخص تھے۔ اس لئے ان علوم مین اونہون نے بہت جلد [illegible] وقت تکمیل حاصل کرلی جبکہ اون کی عمر کے صرف اٹھارہ سال ہی گذرے تھے۔

سید جمال الدین افغانی ہندوستان مین

بعض علوم مثلاً ریاضی کی اعلیٰ تکمیل کے لئے سید جمال الدین افغانی ہندوستان تشریف لائے اور یہاں آپ نے جدید طرز مین علوم ریاضی کی

لے گئے۔ ہندوستان کے قیام اور دیگر مقامات کی سیر و سیاحت سے آپکے تجربات بہت وسیع ہو چکے تھے کہ کابل پہونچے امیر دوست محمد خان نے سید جمال الدین کی قابلیت اور تبحر علمی اور خصوصی تجربات کو دیکھکر اپنے سلسلۂ انتظام حکومت مین مناسب عہدہ پر مقرر کرلیا۔

اسی دوران مین امیر دوست محمد خان نے ہراۃ کو فتح کرنے کے لئے حملہ کردیا۔ اس جنگ مین سید جمال الدین افغانی امیر دوست محمد خان کے ہمراہ تھے۔ ہراۃ کا ایک طویل عرصہ تک محاصرہ کرنا پڑا اور بالآخر ہراۃ فتح ہوگیا۔ لیکن امیر دوست محمد خان کا انتقال ہوگیا۔ اور پھر ولی عہد شیر علیخان ۱۸۶۳ء مین امیر افغانستان بنائے گئے۔ امیر شیر علیخان کو ان کے وزیر محمد رفیق خان نے مشورہ دیا کہ محمد اعظم محمد اسلم محمد امین کو گرفتار کرلیا جائے تاکہ سلطنت کا پورا طور پر تحفظ ہو جائے۔ جب ان تینون کو ان مشورات کی اطلاع ہوئی تو یہ [illegible] سے بھاگ گئے۔ اور مناسب موقعون پر جاکر پناہ لی۔ سید جمال الدین افغانی نے اس سلسلہ مین محمد اعظم کی مدد کی تھی۔ بعد ازان تینون بھائیون نے اپنے قیام کے لئے افغانستان کے قریبی صوبجات پسند کئے ہے جہان سے وہ امیر شیر علی خان کی مخالفت مین آسانی کے ساتھ کارروائیان کرسکین۔ چنانچہ طرفین کی خودغرضیون کی وجہ سے ملک مین خانہ جنگیون کا دروازہ کھل گیا۔ اور مملکت افغانستان کے چند دعویدار یکے بعد دیگرے کھڑے ہوگئے۔ حتی کہ محمد اعظم خان نے بھی اپنے امیر افغانستان ہونے کا اعلان کردیا اور چونکہ سید جمال الدین افغانی نے محمد اعظم کی مدد کی تھی اور سید صاحب ممدوح

نے بعد محمد اعظم خان اور امیر شیر علیخان مین ایک عظیم جنگ برپا ہوگئی جسمین اولین مرتبہ فتح محمد اعظم اور امیر عبد الرحمن خان کو حاصل ہوئی۔ مگر آخر مین انگریزی گورنمنٹ نے امیر شیر علیخان کی مدد کی جس کی وجہ سے محمد اعظم اور عبد الرحمن خان کو شکست ہوگئی۔ بالآخر امیر عبد الرحمن خان بخارے کی طرف اور محمد اعظم ایران کی طرف چلے گئے۔ جن مین آخر الذکر نے بمقام نیشاپور وفات پائی۔

سید جمال الدین افغانی کا دوسرا سفر

اب کابل مین صرف سید جمال الدین افغانی باقی رہ گئے تھے جن پر امیر شیر علیخان کی نظرین انتقام کے لئے پڑتی ہین مگر بوجہ اون کے آل رسول ہونے کے اور اس وجہ سے کہ اگر ان پر کوئی زیادتی کی گئی تو ملک مین سید صاحب کا جو احترام اور اعزاز ہے اوسکی وجہ سے کہین بد امنی نہو جائے اس لئے وہ آزادانہ طور پر اون کے خلاف کوئی کارروائی نہین کرسکتے تھے۔ مگر امیر کی خواہش تھی کہ کوئی ایسا معاملہ ظہور مین آجائے جسکے سلسلہ مین عوام کو اون سے بدظن کرکر پورے طور پر محمد اعظم کی طرفداریون کا انتقام لیا جائے۔ لیکن قبل اس بات کے کہ امیر شیر علیخان کو کوئی موقع دستیاب ہو۔ سید جمال الدین افغانی نے ارادہ کر لیا کہ ملک افغانستان کو خیرباد کہدیا جائے۔ چنانچہ انہون نے امیر موصوف سے حج بیت اللہ کی اجازت مانگی مگر امیر نے اون سے یہ شرط منظور کرالی کہ وہ اپنا سفر براہ ایران شروع نہ کرین تاکہ وہ محمد اعظم کے بقیہ ساتھیون سے نہ مل جائین بلکہ وہ حج بیت اللہ کو ہندوستان ہوکر جائین۔ چنانچہ سید جمال الدین

ہندوستان میں قیام کرنے کا موقع نہیں دیا اور نہ علمائے ہندوستان کو ان سے آزادانہ طریق پہ ملاقات کرنے دی اور جب علمائے ہندوستان ملاقات کرتے تھے تو حکومت انگریزی کے نمایندے ان کے ہمراہ ضروری ہوتے تھے بالآخر سید جمال الدین افغانی صرف ایک ماہ ہندوستان میں قیام فرما کر ایک جہاز میں سوار ہوئے اور سویز سے گذر کر مصر پہونچے جہاں آپ نے صرف ایک ماہ دس دن قیام کیا۔ جامع ازہر میں تشریف لے گئے طلبائے جامع ازہر نے سید صاحب کی بڑی قدر و منزلت کی اور خواہش کی کہ جناب سید صاحب کچھ تعلیم دیں۔ چنانچہ اس مختصر قیام میں سید صاحب نے شرح اظہار کے چند اسباق طلبا کو دئے جس سے طلبائے ازہر بہت محظوظ ہوئے۔ مگر سید صاحب کا قیام مصر میں زیادہ دنوں مناسب نہیں سمجھا گیا اور پھر آپ قسطنطنیہ تشریف لے گئے۔

سید جمال الدین افغانی قسطنطنیہ میں

آستانہ (قسطنطنیہ) پہنچکر سید جمال الدین افغانی نے کچھ دن قیام کیا ہوگا کہ آپ کے علم و فضل اور دیگر قابلیتوں کی شہرت دیگر علمائے قسطنطنیہ میں ہوگئی اور پھر علماء و وزراء سلطنت عثمانیہ نے آپ کی بے انتہا قدر و منزلت فرمائی۔ حتی کہ وزیر اعظم دولت عثمانیہ عالی پاشا نے آپ سے ملاقات کی اور آپ کی علمی و ادبی قابلیت کا اعتراف فرمایا۔ ان مخصوص مواقع پر بھی سید جمال الدین اپنی عالمانہ سادگی کو ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ قسطنطنیہ کے علماء اور وزراء دولت عثمانیہ جب

[illegible] ہوتے اور آپ کے علم و فضل کا حال
دوسرے لوگوں کو جاکر سُناتے۔ بالآخر آپ کے قیام قسطنطنیہ کے چھ ماہ
گذرنے سے قبل ہی آپ کو قسطنطنیہ کی مجلس معارف (سررشتہ تعلیم) کا
رکن منتخب کرلیا گیا جس میں آپ نے نہایت باضروری استقامت اور
شان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دئیے اور اپنے مفید مشورات سے
سررشتہ تعلیم قسطنطنیہ کو بہت کچھ فوائد پہونچائے۔ آخر میں سید جمال الدین
افغانی نے کوشش کی کہ دولت عثمانیہ میں تعلیم عام کردی جائے۔ لیکن
افسوس ہے کہ آپ کی اس عظیم الشان اور مفید عام رائے سے اکثر اراکین
سررشتہ تعلیم نے اتفاق نہیں کیا۔ بالخصوص شیخ الاسلام صاحب نے تعلیم
کے عام کئے جانے کی مخالفت کی کیونکہ وہ تعلیم کے عام ہونے میں فوائد تصور
کرتے تھے۔ سید صاحب کے علم و فضل اور آزاد خیالی کا ہر شخص معترف تھا
اور ہر فرد کے دل میں آپ کی بہت کچھ قدر و منزلت بڑھتی جاتی تھی۔

ماہ رمضان سنہ ۱۲۸۷ھ (سنہ ۱۸۷۰ء) میں سکرٹری دارالفنون قسطنطنیہ نے
سید صاحب ممدوح سے خواہش کی کہ وہ قوم و ملک کو صنعت و حرفت کیطرف
متوجہ کرنے کے لئے ایک عظیم الشان خطبہ (لکچر) دارالفنون کی خاص
عمارت میں دیں۔ مگر سید صاحب نے اس خواہش کو قبول فرمانے میں یہ عذر
کیا کہ چونکہ میں زبان ترکی میں اسقدر پوری مہارت نہیں رکھتا کہ اس
میں اہل زبان اصحاب کے سامنے کامیابی کے ساتھ تقریر کرسکوں۔ بااینہمہ
بے انتہا اصرار کے بعد سید صاحب نے سکرٹری دارالفنون کی خواہش کو منظور
فرمالیا۔ اور وقت مقررہ سے قبل ہی ایک اہم تقریر ترکی زبان میں تحریر فرمائی

تہا اس لئے جلسہ گاہ مین وقت مقررہ سے قبل ہی کثیر التعداد اصحاب جمع ہوگئے
جن مین علماء، فضلاء، ادباء، شعراء، اڈیٹران اخبارات بڑے بڑے
عہدہ داران حکومت اور وزراء دولت عثمانیہ شامل تہے۔ چنانچہ علامہ
سید جمال الدین ممبر پر تشریف لائے اور نہایت فصاحت و بلاغت کے
ساتہہ لیکچر دیا جس سے سامعین متحیر ہوگئے اور آپکی تقریر کے ہر ہر جملہ سے
اتفاق ظاہر کرنے کے لئے نعرہائے مرحبا و احسنت بلند ہوگئے۔ بالآخر آپ کا
یہ لیکچر خیر و خوبی کے ساتہہ اختتام کو پہنچا۔ لیکن افسوس ہے کہ بعض علماء
قسطنطنیہ بالخصوص شیخ الاسلام آستانہ نے آپ کے بعض خیالات سے
اختلاف کیا اور معاملہ کی نوعیت اس درجہ کو پہنچی کہ شیخ الاسلام نے سید صاحب
کو قسطنطنیہ سے خارج کرنے کا مشورہ باب عالی کو دیا۔ چنانچہ باب عالی
سے آپ کے اخراج کے لئے احکام صادر ہوگئے اور کہا گیا کہ آپ چند ماہ کے
لئے قسطنطنیہ سے باہر تشریف لیجائین تاکہ یہان کے علماء مین جو اضطراب
و بیچینی آپ کے خلاف پیدا ہوگئی ہے رفع ہوجائے چند ماہ کے بعد اگر آپکا
ارادہ قسطنطنیہ تشریف لانے کا ہو تو آپ بخوشی تشریف لاسکتے ہین۔ بالآخر
سید صاحب اور اون کے رفقانے قسطنطنیہ کو چہوڑ دیا۔ اور ماہ محرم سنہ ۱۲۸۸ھ
(سنہ ۱۸۷۲ء) مین آپ دوبارہ تشریف لے گئے۔

سید صاحب کی یہ تقریر جس کی بناپر شیخ الاسلام سے آپ کا اختلاف
ہوا اور پہر آپ کا قسطنطنیہ سے اخراج عمل مین آیا۔ افسوس ہے کہ وہ ہمین
دستیاب نہین ہوئی۔ اس لئے ہم ناظرین کی خدمت مین پیش کرنے سے

نتیجہ تہا یا بیجا بہرحال اسقدر ضرور کہا جا سکتا ہو کہ جب مجلس معارف (سررشتہ
تعلیم) مین سید صاحب نے دولت عثمانیہ مین تعلیم کو عام کرنیکی تجویز پیش کی تہی اسوقت
بھی شیخ الاسلام نے اس اہم اور ضروری مسئلہ کی مخالفت کی تہی پس اس صاف
مفید اور ضروری معاملہ مین شیخ الاسلام کی مخالفت کو دیکہتے ہوئے قیاس ہوتا
ہے کہ دارالفنون کی تقریر پر شیخ الاسلام کا اختلاف کرنا بہی ویسا ہی بے معنی
ہوگا جیسا کہ عام تعلیم کے متعلق تہا۔ ایسی حالت مین سوال ہو سکتا ہے کہ جب
سید صاحب کے خیالات نہایت روشن اور قوم و ملک کے لیئے مفید تھے اور
ارکین دولت عثمانیہ اُن سے متفق تہے تو پہر شیخ الاسلام کے اختلاف کو اس
قدر کیون تقویت دی گئی اور اون کے مشورات پر عمل کر کے دولت عثمانیہ نے
سید جمال الدین افغانی کو دولت عثمانیہ سے کیون خارج کر دیا۔ اس موقع پر ایک
اہم معاملہ پیش نظر ہو جاتا ہی اور وہ یہ ہو کہ یورپین اقوام کے بعض جرائد نگار اور
دوسرے خودغرض ارباب سیاست نے ہندوستان مین یہ خیال پہیلا یا ہے
کہ ترکون مین اسلامیت بہت کم ہو گئی ہے اور اون مین مذہبی اعتقاد او
احترام بالکل نہین رہا لیکن سید جمال الدین کا شیخ الاسلام قسطنطنیہ کے
اشارہ پر دولت عثمانیہ سے اخراج صاف طور پر بتلا رہا ہے کہ ترک اور اونکے
وزرا باوجودیکہ وہ اونکی تعلیمات اور اونکے ارشادات کے معترف ہوتے ہین
اور اون کی قدر و منزلت و تعظیم و تکریم کرتے ہین اور اون کے خیالات سے متفق
ہوتے ہین تاہم جب اون کو شیخ الاسلام کے خیال کا علم ہو جاتا ہی اور وہ محسوس
کر لیتے ہین کہ شیخ الاسلام سید جمال الدین افغانی کی ذات کے قیام کو دولت عثمانیہ
مین مناسب نہین سمجہتے تو وہ فوراً شیخ الاسلام کے مشورات کے سامنے سر تسلیم

آجاتا ہے پس اس واقعہ کے ہوتے ہوئے ترکون پر مذہبی جماعت کے اقتدار اور اون کے مذہبی جذبہ کی قوت کا اور کیا ثبوت چاہیئے۔

یہ درست ہے کہ سید جمال الدین افغانی کی یہ رائے کہ "دولت عثمانیہ مین تعلیم عام کر دی جائے" ایک گونہ ترکی گورنمنٹ کے لیے مضر ہو کیونکہ ترکی مین وہ لوگ جو مذہبی تعلیم حاصل کرتے یا تعلیم کی تکمیل کر چکتے ہین وہ فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہوتے ہین۔ پس بہت سے لوگ فوجی خدمت سے بری ہونے کے واسطے مذہبی تعلیم حاصل کرتے اور فوجی خدمت سے مستثنیٰ ہوجاتے جس سے دولت عثمانیہ کے فوجی سلسلہ کو مشکلات کا مقابلہ کرنا پڑتا۔ اس لیے شیخ الاسلام کی رائے بالکل صائب کہی جاسکتی ہے لیکن تعلیم کو عام کرنے کے ساتھہ طرز تعلیم اس قسم کا رائج کیا جائے جس سے قوم وملک مین جذبہ وطنی وملی وملکی ایسا پیدا ہو جو خود انہین قوم وملک پر جان ومال نثار کرنے پر آمادہ وطیار کر دے تو سید جمال الدین کی رائے شیخ الاسلام کے خیال سے زیادہ ملک مین بہتر سے بہتر فداکار مہیا ہوسکتی تھی" تاہم ترک اپنے مذہبی پیشوا شیخ الاسلام کی رائے پر کاربند ہوکر سید جمال الدین کو اپنے ملک سے خارج کر دیتے ہین۔

سید جمال الدین مصر مین

گو سید جمال الدین مصر مین اس سے قبل بھی تشریف لا چکے تھے لیکن انہون نے اپنے سابقہ قیام مین مصر کی پوری پوری سیاحت نہین فرمائی تھی کیونکہ اس مرتبہ قسطنطنیہ سے چلکر انہون نے مختصر طور پر مصر مین سیاحت کے لیے کچھہ دنون قیام فرمایا تاکہ وہ مصر کے مخصوص مناظر اور خاص خاص مقامات کو ملاحظہ فرمائین اور جلد ہی جاپا ان باتون سے

جو سید صاحب کے علم وفضل کے بہت گرویدہ ہو گئے۔ اور کوشش کر کے انہوں
نے حکومت مصر کی طرف سے رہنے کے لئے ایک خاص مکان دلوا دیا اور ایک ہزار
قرش مصری (۲۵ روپیہ) ماہانہ بطور وظیفہ مقرر کرا دیے جس کے بعد سید جمال الدین
مصر مین مقیم ہو گئے۔ جب طلبار مصر کو آپ کے قیام مصر کا حال معلوم ہوا تو وہ ان
کی طرف متوجہ ہوئے اور خواہش کی کہ سید صاحب انہیں تعلیم دین چنانچہ آپ نے
طلبار کی خواہش منظور فرمائی اور علم کلام، حکمت، فلسفہ، ہیئت، تصوف، اصول
فقہ وغیرہ کی اعلیٰ کتب کے اسباق دیئے۔ یہ سلسلہ درس و تدریس آپنے اپنی قیام
گاہ ہی پر رکہا تہا۔ تمام طالب علم آپ سے خوش تھے اور آپ کے علم وفضل پر تعجب
کا اظہار کرتے تھے تہوڑے ہی عرصہ مین آپ کے قیام گاہ پر طلبار کا اس قدر اجتماع
ہو گیا کہ گویا سید صاحب کا مکان ایک اعلیٰ درس گاہ ہے ان طلبار نے آپ کے
علم وفضل کی توصیف و تعریف کو تمام اطراف مصر مین پھیلا دیا جس کی وجہ سے
ہر حصۂ ملک سے طلبار کے اجتماع مین ہمیشہ اضافہ ہی ہوتا گیا۔ سید صاحب نے اپنے
شاگردون کو تحریر و تقریر کی طرف بہی متوجہ کیا تہا اور یہ واقعہ ہے کہ مصر مین
یہ سلسلہ سید صاحب ہی کی کوششون سے کامیاب ہوا۔ لیکن افسوس ہے کہ سید صاحب
کی طرف علمی دلچسپی رکھنے والے اصحاب کی رجوعات دیکھ کر لوگون نے حسد کرنا شروع
کر دیا اور طرح طرح کے اتہام لگانے لگے خصوصیت کے ساتھ ان حاسدون کا
اتہام سید صاحب کے فلسفہ کی تعلیم پر تہا اور وہ عوام مین ان کے خلاف
زہر پاشی کرتے رہتے تہے مگر ان حاسدون کی مخالفت نے کچھ اثر نہین کیا اور
سب لوگ آپ کی قدر و منزلت کرتے اور آپ کے علم وفضل کا اعتراف کرتے تہے۔

سید جمال الدین افغانی ایک روشن خیال اور حریت پسند مذہبی بزرگ

چونکہ انہون نے مصر کی سیاست مین خاص دلچسپی لینا شروع کردی آپ کا خیال
تہا کہ مصر مین اجنبی مداخلت نہونی چاہئے اور اون کے نزدیک ضرورت ہتی کہ
مصر کے حالات مین تغیر ہو کہا جاتا ہے کہ وہ "جمعیتہ الماسونیہ" (ایک خفیہ انجمن)
کے ممبر بھی ہوگئے تہے اور اوس مین اس قدر دلچسپی لی کہ اوس کے عہدہ دار
بنا دئے گئے۔ سید صاحب نے ایک عظیم الشان جلسہ بہ زیر نگرانی فرانسیسی انجمن
شرقیہ منعقد کیا تہا جس مین اپنے تمام مریدون شاگردون، علماء اور معززین
کو شریک کیا تہا جس مین آزادی مصر پر پُر جوش تقریرین کی گئین اور اوسی جلسہ
مین تین سو سے زائد ممبر اس ملکی انجمن کے بن گئے تہے سید صاحب کے متعلق یہہ
خیال کیا جاتا ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کو پسند نہین کرتے تہے۔ اس خصوص مین
مختلف مواقع پر سید صاحب نے طویل مضامین بھی تحریر فرمائے جو اخبارات
مین شائع ہوئے اور پہر اون کے تراجم انگریزی اخبارات نے اپنے کالمون
مین شائع کئے جن کو بہت کچہہ اہمیت دی گئی بہت سے لوگون نے اون کے جوابات
لکھے۔ حتی کہ مسٹر گلاڈسٹون کو بھی اس سلسلہ مین خامہ فرسائی کی تکلیف برداشت
کرنی پڑی ہتی جب مصر مین سید جمال الدین کی انجمن اور اون کی جد و جہد کا
سلسلہ طویل ہونے لگا تو انگریزی قنصل کو انتشار پیدا ہوا جس کے بعد اوس نے
برطانوی گورنمنٹ کو اطلاع دی اور بالآخر توفیق پاشا خدیو مصر نے سید صاحب کو
حدود مصر سے خارج ہونے کے احکامات صادر کردئے چنانچہ سید صاحب ۱۲۹۶ھ
(۱۸۷۹ء) مین مصر سے چلے آئے اور حیدرآباد دکن مین مقیم ہوئے جہان آپ نے
ایک رسالہ دہریون کے مذہب کی تردید مین تحریر فرمایا۔

سید جمال الدین افغانی کی نظربندی

سید جمال الدین افغانی حیدرآباد مین مقیم ہو کر تصنیف و تالیف مین مشغول رہے تھے کہ مصر مین عرابی پاشا کے جھگڑے رونما ہو گئے۔ تب گورنمنٹ ہند نے سید صاحب کو حیدرآباد سے بلا کر کلکتہ مین نظربند کر دیا اور جب مصری معاملات طے ہو گئے تب اون کو آزادی دی گئی کہ اب وہ جہان کہین جانا چاہین چلے جا سکتے ہین۔ چنانچہ آپ نے یورپ مین جانا پسند فرمایا۔ سب سے پہلے آپ لندن تشریف لے گئے اور کچھہ دنون قیام کر کے پیرس تشریف لے گئے جہان اون کے دوست شیخ محمد عبدہ مصری سے ملاقات ہوئی جنہون نے خواہش کی کہ انجمن عروۃ الوثقی مصری کی طرف سے ایک اخبار اسی نام کے ساتھہ جاری کیا جائے جس کا مقصد یہ ہو کہ تمام دنیائے اسلام کو اتحاد باہمی کی طرف دعوت دے۔ چنانچہ اخبار عروۃ الوثقی زیر ادارت باوجود دوری کے سید صاحب شائع ہوا جس کو ملک مین پسندیدہ نظرون سے دیکھا گیا۔ لیکن اس کے صرف ۱۸ نمبر ہی شائع ہو سکے کیونکہ اوس کی اشاعت مین سخت موانعات پیش آئے اور ہندوستان مین اوس کا داخلہ بند ہو جانے سے اور زیادہ مشکلات پیش آئین۔ سید جمال الدین پیرس مین تین سال تک مقیم رہے اور مختلف طور پر فرانسیسی اخبارات مین آپ نے مضامین لکھے جس مین روسی انگریزی، ترکی، مصری، سیاست پر بحث کی گئی تھی جن کے تراجم انگریزی اخبارات نے نمایان طور پر شائع کئے تھے۔ اکثر اون کے مضامین فلسفیانہ بھی شائع ہوئے جن پر مشہور فیلسوف رینان سے طویل مباحثہ ہوتا رہا۔ "علم اور اسلام" کے

بہت کچھ تبادلۂ خیالات رہا اور بالآخر ... مذکور کو سید صاحب کی وسعت معلومات اور ذہانت و طباعی کا اعتراف کرنا پڑا۔ پھر آپ کو لارڈ سالسبری اور لارڈ چرچل نے مہدی علیہ السلام کے ظہور وغیرہ کے مسئلہ پر گفتگو کرنے کے لئے لندن مین مدعو کیا جسے آپ نے منظور فرمایا اور لندن مین ان لوگون سے گفتگو کر کے پیرس تشریف لے آئے جہان کے لوگ آپ کی انتہائی عزت کرتے تھے۔

سید جمال الدین افغانی ایران مین

پیرس مین قیام کئے ہوئے سید جمال الدین افغانی کو تین چار سال گذر چکے تھے جہان ہر قسم کی علمی، سیاسی اور مذہبی دلچسپیون سے محظوظ ہو کر سید صاحب نے ارادہ کیا کہ اب نجد کی سیر و سیاحت کرنی چاہئے۔ چنانچہ آپ نے اپنے اس نئے سفر کا تذکرہ دوستون سے کیا شدہ شدہ اس کی اطلاع شاہ ایران ناصر الدین شاہ مرحوم کو ہو گئی جنہون نے بذریعہ تار سید صاحب سے خواہش کی وہ طہران تشریف لائین جس کے بعد سید جمال الدین افغانی اصفہان تشریف لے گئے جہان کے امیر نے نہایت تزک و احتشام کے ساتھ استقبال کیا بالآخر آپ طہران پہنچے شاہ ایران نے آپ سے ملاقات فرمائی اور آپ کے علم و فضل کا اعتراف کیا اور اپنے دوست احباب ندمائے سلطنت اور خاندان شاہی مین آپ کی بہت کچھ تعریف و توصیف کی۔ اور آپ کو وزیر خارجہ ایران مقرر کر دیا اور خیال تھا کہ تھوڑی مدت کے بعد ہی آپ کو صدر اعظم ایران کے عہدہ پر فائز کر دیا جائے گا۔

سید جمال الدین افغانی اقوام عالم کے اخلاق اور تمام سلطنتون کی تاریخ

وبیرونی کیفیات کا خاص طور پر مطالعہ کر چکے تھے اس لئے اونہون نے اپنے
فرائض کو نہایت عمدگی کے ساتہہ انجام دیا۔ ایران مین آپ کے حسن اخلاق
علم اور فضل کی اس قدر شہرت ہوئی کہ عوام وخواص علما وفضلا روسا اور
مشہور لوگ آپ کی صحبت مین شریک ہونا اپنے لئے فخر ومباہات سمجھنے لگے۔ اور
ہر شخص سید صاحب کی صحبت مین شریک ہو کر آپ کے ارشادات سننے کے لئے
دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کے وسائل تلاش کرتا تھا۔ ایران کے عوام و
خواص کی ایسی رجوعات کو جو روز بروز سید صاحب کی طرف بڑہتی جاتی تہی۔
شاہ ایران ناصرالدین نے شک وشبہ کی نظرون سے دیکھا۔ اور وہ اسمین
خطرات محسوس کرنے لگا اور اس کو خیال ہوا کہ کہین میری سطوت شاہی کو
کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچے۔ چنانچہ اس سے بعض ایسی باتین ظہور مین آئین جن سے
سید صاحب نے اپنی طرف سے شاہ ایران کو بد دل سمجہا اور بالآخر سید صاحب
نے شاہ ایران سے تبدیل آب وہوا کی غرض سے کچہہ دنون کے لئے ایران سے
باہر جانے کی خواہش کی شاہ ایران نے منظور کر لیا اور پہر آپ ایران سے
ماسکو (سابق پایہ تخت روس) چلے گئے جہان کے لوگون نے آپکی عظیم الشان
شہرت کی وجہ سے بڑی قدر ومنزلت کی۔ پہر آپ ماسکو سے سینٹ پیٹرس برگ
(دارالسلطنتہ روس) تشریف لے لئے اور وہان کے مشہور سیاسی لیڈرون
علما وفضلا سے ملاقات فرمائی اور روس کے بڑے بڑے اخبارات مین افغانستان
ایران ٹرکی، روس اور انگلستان کی پالیٹکس پر معرکۃ الآرا مضامین شائع
کئے جن مین نہایت وضاحت اور عمدگی کے ساتہہ اپنے خیالات کو سید صاحب
نے ظاہر فرمایا تہا۔

و بیرونی کیفیات کا خاص طور پر مطالعہ کر چکے تھے اس لئے اونہون نے اپنے فرائض کو نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دیا۔ ایران مین آپ کے حسن اخلاق علم اور فضل کی اس قدر شہرت ہوئی کہ عوام و خواص علما و فضلا رؤسا اور مشہور لوگ آپ کی صحبت مین شریک ہونا اپنے لئے فخر و مباہات سمجھنے لگے۔ اور ہر شخص سید صاحب کی صحبت مین شریک ہو کر آپ کے ارشادات سننے کے لئے دوسرے سے سبقت حاصل کرنے کے وسائل تلاش کرتا تھا۔ ایران کے عوام و خواص کی ایسی رجوعات کو جو روز بروز سید صاحب کی طرف بڑھتی جاتی تھی۔ شاہ ایران ناصر الدین نے شک و شبہ کی نظرون سے دیکھا۔ اور وہ اسمین خطرات محسوس کرنے لگا اور اس کو خیال ہوا کہ کہین میری سطوت شاہی کو کسی قسم کا صدمہ نہ پہنچے۔ چنانچہ اس سے بعض ایسی باتین ظہور مین آئین جن سے سید صاحب نے اپنی طرف سے شاہ ایران کو بد دل سمجھا اور بالآخر سید صاحب نے شاہ ایران سے تبدیل آب و ہوا کی غرض سے کچھ دنون کے لئے ایران سے باہر جانے کی خواہش کی شاہ ایران نے منظور کر لیا اور پھر آپ ایران سے ماسکو (سابق پایہ تخت روس) چلے گئے جہان کے لوگون نے آپکی عظیم الشان شہرت کی وجہ سے بڑی قدر و منزلت کی۔ پھر آپ ماسکو سے سینٹ پیٹرس برگ (دار السلطنۃ روس) تشریف لے لئے اور وہان کے مشہور سیاسی لیڈرون علما و فضلا سے ملاقات فرمائی اور روس کے بڑے بڑے اخبارات مین افغانستان ایران ٹرکی، روس اور انگلستان کی پالیٹکس پر معرکۃ الآرا مضامین شائع کئے جن مین نہایت وضاحت اور عمدگی کے ساتھ اپنے خیالات کو سید صاحب نے ظاہر فرمایا تھا۔

پیرس کی نمائش

اس دوران مین جبکہ سید جمال الدین افغانی روس کی سیر و سیاحت مین مصروف تھے پیرس مین ایک عظیم الشان نمائش ۱۸۸۹ء مین ہوئی جس مین آپ بھی تشریف لے گئے وہان سے واپسی پر بمقام مونیخ (دارالسلطنت بویریا) مین ناصر الدین شاہ ایران سے ملاقات ہوئی۔ شاہ موصوف نے سید صاحب سے خواہش کی کہ آپ میرے ہمراہ ایران تشریف لے چلین چنانچہ آپ نے شاہ ایران کی خواہش منظور فرمائی اور آپ پھر ایران تشریف لے گئے۔ آپ کے طہران پہنچتے ہی لوگون کا اجتماع پہلے سے زیادہ ہونے لگا اور لوگ آپکے علم و فضل سے فیضیاب ہونے لگے۔ ناصر الدین شاہ آپ کی قدر و منزلت پہلے سے بہت زیادہ کرنے لگا کیونکہ سید صاحب کے متعلق جو شکوک غلط طور پر اوس کے دل مین پیدا ہو گئے تھے یورپ کے سفر سے سب رفع ہو گئے روزانہ اپنے پاس سید صاحب کو ملاقات کے لیے بلاتا اور بہت سی مہمات ملکی مین آپ سے مشورہ لیتا اور اون پر کاربند ہوتا یہان تک کہ سید صاحب اوس کو جو مشورات قوانین سلطنت کے لیے بھی دیتے اون کو منظور کر لیتا لیکن افسوس ہے کہ سید صاحب کا یہ اعزاز اور امور حکومت مین یہ اثر دیگر ارباب سلطنت بالخصوص صدر اعظم کو نہ بھایا۔ یہ لوگ شاہ موصوف کے ہمیشہ کان بھرتے رہتے اور تبلاتے تھے کہ فلان فلان اصلاحات ملکی جو بمشورہ جمال الدین کی گئی ہین وہ نامناسب ہین اور ملک اون کی برداشت کا اہل نہین ہے اور اون سے شاہی اقتدار دائم کو آنے والے زمانہ مین نقصان پہنچے گا۔ بالآخر ارباب حکومت کی یہ کوششین

ہونے لگی سید صاحب نے یہ رنگ دیکھہ کر ناصرالدین سے خواہش کی کہ وہ بمقام شاہ عبدالعظیم مین بوجہ اپنی علالت کے تبدیل آب و ہوا کیغرض سے قیام کرینگے۔ یہ مقام طہران سے ۲۰ کیلو میٹر (۱۲ ½ میل) پر واقع ہے ناصرالدین شاہ نے سید صاحب کو وہان قیام کرنے کی اجازت دیدی چنانچہ آپ وہان تشریف لے گئے چونکہ سید صاحب سے عوام و خواص کو ایک خاص عقیدت ہوگئی تھی اس لئے بہت سے لوگ جن مین علمار و فضلار اور ایران کے پولیٹکل لیڈر شامل تھے آپ کے ہمراہ شاہ عبدالعظیم مین چلے گئے۔

جہان سید صاحب بذریعہ تقریرون کے ان اشخاص کو ایران کی اصلاح کے لئے برانگیختہ کرتے آپکو شاہ عبدالعظیم مین قیام کئے ہوئے آٹھہ ماہ ہی گزرے تھے کہ آپکے خیالات کی اشاعت ملک مین عام طور پر ہونے لگی اور ایران مین ہر شخص کا دماغ اصلاح ملکی کے جذبات سے لبریز ہوگیا۔ صدر اعظم ایران اور اون کے گروہ کو اس موقع سے فائدہ اوٹھانے کا بہترین ذریعہ ہاتھ آیا اور وہ ناصرالدین شاہ کو سید صاحب کے خلاف اوبھارنے لگے حتی کہ ناصرالدین سید صاحب سے خائف ہوگیا اور اوس نے پانچسو سپاہی سید صاحب کے گرفتار کرنے کے لئے شاہ عبدالعظیم کو روانہ کردئے جنہون نے سید جمال الدین کو گرفتار کر لیا۔ سید صاحب پہلے سے علیل تھے مگر ان فوجی آدمیون نے آپ کی علالت کا کچھہ خیال نہین کیا اور اون کو بستر علالت سے اوٹھا کر حدود دولت عثمانیہ مین داخل کر دیا۔ حدود ایران سے خارج ہوتے وقت اپنی علالت کی وجہ سے سید صاحب کو بہت تکلیف ہوئی جس سے آپکے مریدون اور معتقدون مین بہت کچھہ جوش پیدا ہوا اور ارباب حکومت

شاہ کو جانی صدمہ نہ پہنچ جائے۔

سید جمال الدین بصرہ مین

ایران سے اس طرح خارج البلد ہونے کے بعد سید جمال الدین بصرہ مین تشریف لے آئے جہان آپ نے کچھہ دنون قیام کیا بفضل ایزدی آپ کی صحت یہان رو باصلاح ہوتی گئی۔ اور بالآخر جب آپ پورے طور پر تندرست ہو گئے تب آپ نے انگلستان جانے کا ارادہ کر لیا گو آپ اس سے قبل کئی مرتبہ انگلستان مین قیام فرما چکے تہے اور انگلستان کے معززین اہل علم اصحاب نے گرم جوشی کے ساتہہ خیر مقدم کیا تہا اور وہ اون کا اعزاز و احترام کرتے تہے مگر اس مرتبہ اہالیان لندن نے آپ کی بہت کچھہ عزت و توقیر کی۔ اون کو اپنی علمی و سیاسی جلسون مین مدعو کیا اور خواہش کی کہ وہ اپنے خیالات سے ہم کو مستفیض فرمائین۔ چنانچہ آپ نے متعدد بار انگریزی مضمون بہی تحریر فرمائین مگر اون کا بیشتر حصہ ایرانی سیاست پر ہوتا تہا۔ اور ناصر الدین شاہ کے حالات اور اوس کے طرز حکومت کا تذکرہ ہوتا تہا۔

سید جمال الدین افغانی انہین کوششون مین مصروف تہی کہ ناگہان ہمایونی سلطان ٹرکی کے مخصوص دفتر کے لوگون نے بذریعہ رستم پاشا سفیر ٹرکی متعینہ لندن ایک خط سید صاحب کے نام روانہ کیا جس مین حسب الارشاد سلطان ٹرکی اون کو قسطنطنیہ مین آنے کی دعوت دی گئی تہی لیکن سید صاحب نے قسطنطنیہ تشریف لیجانے سے باین عذر انکار کر دیا کہ "مین آجکل اپنی ملک ایران کی اصلاحی کوششون مین مشغول ہون اور یہ کام مجہے اسقدر مہلت نہین دیتی

بمجبوری قسطنطنیہ آنا منظور فرمالیا اور بذریعہ تار مطلع کر دیا کہ مین حضرت سلطان المعظم کی باریابی حاصل کرکے فوراً واپس چلا آؤن گا - چنانچہ آپ ۱۸۹۲ء مین قسطنطنیہ تشریف لے گئے قسطنطنیہ کے معززین علماء فضلاء و رؤسا و وزراء اور پولیٹکل لیڈر وغیرہ آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائے بعد ازان آپ نے سلطان المعظم سے باریابی حاصل کی اور آپ کا بہت اعزاز و احترام ہوا - ان الطاف خسروانہ کو دیکھہ کر سید جمال الدین افغانی نے قسطنطنیہ مین قیام کا ارادہ کر لیا اور چند سال تک علمی و سیاسی مشاغل مین اپنا وقت گذارا کہ ناگاہ ۱۸۹۶ء مین سرطان نے اون کے منہ پر حملہ کیا اور پہر یہ زخم گردن کی طرف بڑہ گیا بالآخر ۹ - مارچ ۱۸۹۷ء مین سید جمال افغانی نے اسی مرض سرطان مین بمقام قسطنطنیہ انتقال فرمایا - آپ کا جنازہ نہایت تزک و احتشام کے ساتہہ اوٹہایا گیا قسطنطنیہ کے عوام و خواص جنازہ کے ہمراہ تہے آپ کا جسد مبارک "شیخلر مزارلغی" کے قبرستان مین دفن کیا گیا - یہ قبرستان ابوالاحرار عزت پاشا کے مکان واقع نیشان طاش کے قریب ہی -

مرحوم سید جمال الدین کا حلیہ

مرحوم سید جمال الدین کا رنگ گندمی اور آنکہین سیاہ تہین باوجودیکہ آنکہون مین کچہہ کمزوری تھی کتاب کے مطالعہ سے کلفت زیادہ ہوجاتی تھی مگر چشمہ کا استعمال نہ کرتے تہے سر کے بال بڑے رکھتے تہے جبہ اور پاجامہ سیاہ پہنتے تہے لیکن عمامہ سفید ہوتا تہا جیسا کہ عموماً قسطنطنیہ کے علماء عمامہ باندہتے ہین -

طعام

آپ کہانا کم کہاتے تہے معمول تہا کہ دن رات مین صرف دن کو ایک مرتبہ کھانا کھاتے مگر چاء ہمیشہ پیتے تہے اور اکثر اوقات اعلیٰ درجہ کے فرانسیسی سگار استعمال کر لیا کرتے تھے۔

قیام گاہ

قسطنطنیہ کے قیام مین آپ محل نیشان طاش مین مقیم تھے جو جلالۃ السلطان نے مرحمت فرمایا تہا اور وہ تمام ضروری سامان آرایش سے آراستہ تہا ایک خاص گاڑی آپ کی سواری کے لئے سلطانی اصطبل سے مقرر تھی جس مین سوار ہو کر آپ قسطنطنیہ کے باغات اور تفریح گاہون مین تشریف لے جاتے اور جہان کہین آپ کو ملاقات کے لئے جانا ہوتا تشریف لے جاتے آپ کے ضروری اخراجات کے لئے سلطان ٹرکی کی طرف سے ۵۰ پونڈ عثمانی ماہوار (۱۰۲۳ روپیہ) مقرر تھے آپ بہت کم سویا کرتے تہے اور آخری ایام مین تو مرض کی وجہ سے بالکل نیند نہ آتی تہی۔

ملاقات

آپ کا علم مجلسی بہت اچھا تھا ملاقات کے وقت آپ تمامی آداب و اخلاق کا خاص لحاظ رکہتے ہر طبقہ کے لوگ آپ سے ملنے کے لئے آتے سب سے یکسان برتاؤ کرتے استقبال کے لئے آگے بڑہتے اور روانگی کے وقت مشایعت کرتے گفتگو مین معمولی الفاظ استعمال نہ کرتے بلکہ ہر شخص سے اوس کی استعداد کے موافق فصیح و بلیغ الفاظ استعمال کرتے تہے اگر کسی شخص کو اون کی گفتگو سمجھنے مین کلفت ہوتی تو وہ دوبارہ نہایت عمدگی کے ساتہہ عام الفاظ مین

خوش طبع بزرگ تھے۔ آپکے تکلم مین معمولی طور پر تفریح کے آثار نمایان ہوجاتے تھے دن و رات مین صرف دس اشخاص سے ملاقات کرسکتے تھے با اینہمہ جب گفتگو کا سلسلہ شروع ہوتا تو ہر ملاقاتی سے صرف اہم معاملات پر گفتگو کرتے تھے

اخلاق

سید صاحب آزاد خیال، صادق القول، پاک نفس اور مستقل مزاج بزرگ تھے خداوند تعالےٰ نے آپکے اندر جرارت و ہمت کی صفات حسن اس شان کے ساتھ ودیعت رکھی تھین کہ بڑی بڑی مشکلات کا نہایت جوانمردی سے مقابلہ کرتے تھے آپکا شجاعانہ طرز عمل زبان زد خلایق تھا اور یہ واقعہ ہے کہ اگر وہ مقتل مین بھی لیجائے گئے تو انہون نے ایک بہادر کی طرح اپنے آپ کو ایک فدا کار ثابت کیا۔ آپ دنیاوی آرام و آسایش کی بہی پروا نہ کرتے تھے۔ مال و دولت کو کبھی جمع نہین کیا اور مالی مشکلات اور کم مایگی کی تکالیف سے بددل نہوئے، مرحوم ادیب محمد اسحاق صاحب فرماتے ہین کہ جب سید جمال الدین افغانی مصر سے بحکم حکومت خارج کئے گئے ہین سویز پونچکر آپکی جیب بالکل خالی تھی اوسوقت سید نقادی قونصل ایران مع چند ایرانی تاجران کے سید صاحب سے ملاقات کیلئے آئے ان سب نے ایک کافی رقم بطور تحفہ یا قرض حسنہ کے سید صاحب کیخدمت مین پیش کی لیکن سید صاحب نے نہایت سیر چشمی کے ساتھ اوسکو لوٹا دیا اور فرمایا کہ "آپ لوگ ہی مال کو جمع کیجئے کیونکہ آپ بدلی طور پر زیادہ حاجتمند ہین شیر جہان کہین بھی جاتا ہے وہ شکار کو پا ہی لیتا ہے" سید صاحب خود ایک جذبات وطنی اور جوش سیاسی سے لبریز دل رکھتے تھے اور اون کی خواہش تھی کہ اسلامیون مین عربی

آپ سے ملاقات کیلئے آتا تھا اوس سے انتہائی اخلاق کے ساتھ گفتگو فرماتے جو تمامتر عروج اسلامی سے متعلق ہوتی ہتی اور جب ملاقاتی روانہ ہوتا تو اوسکا دل و دماغ حصول عروج کے خیالات مین منہمک ہی رہتا تہا اور وہ اپنی جارہ جہد کو اسی فکر مین لگا دینا فرض سمجہتا اور عمل کرتا۔ لیکن ان تمام خوبیون کے باوجود کہا جاتا ہے کہ سید صاحب کے مزاج مین سختی بہی تہی جو ایک غیور و خود دار آدمی مین ہونا لازمی ہے کہا جاتا ہے کہ اسیوجہ سے سید صاحب کو بہت سی مشکلات برداشت کرنا پڑی تہین۔

عقل

آپ بہترین دماغ رکہنے والی ہستی کے فہم و ذکا مین آپ کو خاص شہرت حاصل تھی۔ آپ اپنی عقل کی تیزی سے نہایت دقیق مسائل کو فوری طور پر حل کر لیا کر لیتے تہے اور معاملات جن پر پوشیدگی کے پردے ڈالے جاتے تھے اونکو آپ آسانی کے ساتہہ معلوم کر لیتے تہے۔ عقلی مسائل پر آپکی دلائل نہایت قوی اور مضبوط ہوتی تہین۔ آپکے مصاحبین کے لیئے یہ بالکل عجیب بات ہتی اسلیئے وہ سب کسی مسئلہ پر بحث کرتے اور آپکے جامع و مانع دلائل سے مطمئن ہو جاتے آپ کا حافظہ بھی بہت اچہا تہا یہ امر قابل ذکر ہے کہ آپ نے فرانسیسی زبان کو تین ماہ کی اندر بغیر کسی اوستاد کی مدد کے اسقدر سیکہ لیا تہا کہ اوسکا ترجمہ نہایت آسانی کے ساتہہ کر لیتے تہے گو ابتدائً فرانسیسی حروف تہجی کو صرف دو دن مین ایک فرانسیسی دوست سے سیکہا تہا۔

علوم

سید صاحب ایک وسیع معلومات رکہنے والے فاضل تھے علوم عقلیہ اور نقلیہ

آپکو کامل دستگاہ تھی - آپ افغانی فارسی، عربی، ترکی اور فرانسیسی زبانین بہت عمدگی کے ساتھ جانتے تھے اور انگریزی و روسی زبانون سے بھی آپ کو واقفیت تھی - آپ کتب کا مطالعہ بہت کیا کرتے تھے کہا جا سکتا ہی کہ اقوام عالم کے آداب اور اون کے اخلاق کی تمام کتابون مین سے ایک کتاب بھی ایسی نہین تھی جو آپکی مطالعہ سے نہ گذری ہو - یون تو آپ ہر زبان کی کتابون کا مطالعہ کرتے ہی تھی مگر عربی اور فارسی کتابون سے آپ کو زیادہ دلچسپی تھی -

مقصد حیات

آپکے تمام خیالات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپکا مقصد زندگی آپکے تمام افعال و اعمال کی غرض و غایت صرف یہ تھی کہ اعلاء کلمۃ الحق اور توحید کلمہ اسلام ہو - اور دنیا کے مسلمانون کے متفرق طبقون گروہون اور جماعتون کو ایک مرکز پر لاکر ایک واحد اسلامی سلطنت یعنی خلافت عظمیٰ دولت عثمانیہ سے وابستہ کر دیا جائے تاکہ اتحاد اسلامی سے دنیائے اسلام کی مشکلات رفع ہو جائین اور مخالفین اسلام کو اوس کے مٹانیکی ہمت نہو سکے - آپ نے اپنی اس مقصد کے حصول کے لئے بہت کچھ جد و جہد کی اور اسی فکر مین غلطان و پیچان رہکر تمام دیگر دنیاوی معاملات سے علیحدگی رکھی حتیٰ کہ شادی بھی نہ کی اور نہ کسی کاروبار مین مشغول ہوئے - باایں‌ہمہ اونہون نے جس کام کا ارادہ کر لیا اوسے پورا کیا - افسوس ہے کہ آپکی تصنیف کردہ کتابین یا تو ضایع ہوگئین یا تدوین نہ کی جا سکین صرف ایک رسالہ جو آپ نے دہریون کے خیالات کی تردید مین لکھا تھا یا دو ایک رسالے جو آپ نے مختلف مسائل پر لکھے تھے مخصوص کتب خانون

صحبت مین رہ کر انکے اندر ایک ایسی روح پیدا کر لی تھی جس سے اون کی ہمتین بلند
اور ارادے وسیع ہو گئے تھے جس کے بہترین اثرات مشرق مین رونما ہوئے
اور ہو رہے ہین اور یقینی ہے کہ اوس سے مشرق بہت کچھہ فائدہ اوٹھائیگا۔

اتحاد اسلامی

کل مومن اخوۃ کی تعلیم رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی تھی
جب تک مسلمانون نے آپسمین ایک کو دوسرے نے بہائی بہائی سمجھا خواہ وہ
ایران کا رہنے والا ہو یا افغانستان کا ترکی کا باشندہ ہو یا چین کا اوسوقت تک
مسلمانون کی حالت درست رہی اور جب مسلمانون نے اتحاد اسلامی سے منہ
موڑا اور آپسمین تفریق پیدا کر لی تب ہی سے اون کی ہوا خیزی ہو گئی اور
اعدا اسلام نے اون پر قابو پا لیا مسلمانون کے اس مرض کو سید صاحب نے
خوب سمجھہ لیا تہا اور اس لئے اوہون نے مسلمانون کو ایک مرکز اسلامی پر لانیکی
جد و جہد مین اپنی تمام عمر صرف کر دی اور اونہی کا یہ پودا لگایا ہوا ہی جو تمام
مشرق مین سرسبز ہوتا ہوا نظر آرہا ہی اور کیا بعید ہے کہ اس قدر مصائب برداشت
کرنے کے بعد مسلمان متحد و متفق ہو کر اپنی گئی ہوئی عظمت و حشمت کو حاصل کرنے
مین کامیاب ہو جائین۔ سید جمال الدین افغانی اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے
لیکن اون کی تعلیمات اب بہی زندہ ہین اور مسلمانون کی رہنمائی کر رہی ہین۔

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تہا

تمام شد